www.rahimia.org

بانی : حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری
قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ السَّعِید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ : حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

اکتوبر 2025ء / ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ
جلد نمبر 17، شمارہ نمبر 10 قیمت : 30 روپے • سالانہ ممبر شپ : 350 روپے

مجلس ادارت

سرپرست : ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر : مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر : محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- قبلہ کی تبدیلی کے اغراض و مقاصد
- صلہ رحمی پر ملنے والے انعامات
- حضرت صہیب بن سنان رومی بدری رضی اللہ عنہ
- انسانیت گیر فیضانِ نبوت اور ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ: دینِ حق کے شعوری سفر کا ایک اہم سنگِ میل
- ''عقل'' سے متعلق احوال؛ احادیث کی روشنی میں (2)
- عثمانی سلطنت کے چھٹے حکمران؛ مراد ثانی
- سعودی پاک دفاعی معاہدے کے معیشت پر اثرات
- تقریبات بہ سلسلہ ولادتِ باسعادت ﷺ و پچیس قیامِ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ
- انسانیت میں پیدا شدہ انحرافات پر نبوی تنبیہات!
- ''الانذار'' کا تقاضا: ظاہری اچھی بات کے پیچھے چھپے مقاصد سمجھنا
- نظام کے دجل کے خلاف حُبِ رسولؐ کا چراغ ہمہ وقت روشن رہنا چاہیے
- مسئلہِ فلسطین کے دو ریاستی حل کے پیچھے سامراجی عزائم کی کارفرمائی
- اِدارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ)؛ پچیس سالہ خدمات کا مختصر جائزہ
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا
شاہ عبدالقادر
رائے پوری قدس سرہ
مسند نشینِ ثانی
خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

''(یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ) معاصی (گناہوں) کے ترک میں دل کی شکستگی (ہونا اور تکبر کے ٹوٹنے) کو بھی بڑا دخل ہے۔ اور اگر ایسے (دل شکستہ) شخص سے گناہ ہو جائے تو وہ فوراً توبہ کر لیتا ہے اور اسی توبہ سے اس کو ترقی ہوتی ہے۔ اور (یہ بھی قابلِ توجہ بات ہے کہ) گناہ بھی بعض اوقات - اس لیے کہ انسان اس پر نادِم (یعنی: پشیمان) ہوتا (ہے) اور یہ سمجھتا ہے کہ مَیں تو کچھ بھی نہ ہوں - اس کو شکستہ دل اور عاجز بنا دیتا ہے، جس سے بے حد (روحانی) ترقی ہوتی ہے''۔

(۶ر محرم الحرام ۱۳۶۶ھ/ یکم ر دسمبر 1946ء، بروز: اتوار۔ مقام: لدھیانہ)
(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ص: 234، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org

قبلہ کی تبدیلی کے اغراض و مقاصد

گزشتہ آیت (2- البقرہ: 142) میں بیت المقدس سے بیت اللہ الحرام کی طرف قبلہ کی تبدیلی پر کیے جانے والے اعتراضات اور سوالات کو بے وقوفی اور حماقت قرار دیا گیا تھا اور یہ واضح کیا گیا تھا کہ مشرق و مغرب کی تمام جہات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، کل انسانیت کی ہدایت کے لیے اُسے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اس آیت (2- البقرہ: 143) میں قبلہ کی تبدیلی کے اَغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے ایک یہ کہ انسانیت کے لیے معتدل نظامِ فکر و عمل رکھنے والی جماعت کی تربیت کے لیے بیت اللہ الحرام کو قبلہ بنانا ضروری ہے۔ اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کا امتحان تھا کہ کون احکاماتِ خداوندی کی پابندی کرتا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امتِ معتدل، تاکہ تم ہو گواہ لوگوں پر): قبلے کی تبدیلی کا پہلا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک ''اُمَّةً وَّسَطًا'' (معتدل جماعت) بنانا چاہتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ ملت ابراہیمیہ حنیفیہ کے اُصولوں پر دعوت دے کر مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت تشکیل دینا چاہتے ہیں، جو کل انسانیت کے لیے کام کرے۔ چناں چہ آپ ﷺ کی سیرت کے تمام عملی پہلو دراصل اسی جماعت کی تربیت اور ترقی کے لیے ہیں۔ یہ جماعت اُس وقت تک تیار نہیں ہوسکتی، جب تک وہ جاہلیت پر مبنی قومی تعصّبات سے پاک ہو کر کل انسانیت کے لیے کام کرنے کی اہلیت اور صلاحیت کا مظاہرہ نہ کرے۔ کل انسانیت کے لیے عالمی نظام قائم کرنا تبھی ممکن ہے، جب ایسی منظّم جماعت قومی اور علاقائی مراکز کو انسانیت کے عالم گیر اور حقیقی مرکز سے جوڑ کر چلے۔ بیت المقدس حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام کے سلسلے کے انبیا علیہم السلام کا ایک مرکز ہے، جب کہ بیت اللہ الحرام کی حیثیت قرآن حکیم دوسری جگہ بیان کرتا ہے کہ: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (3- آلِ عمران: 96) (بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو)۔ یہ مرکز کل انسانیت کا مرکز ہے اور امامِ انسانیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت المقدس سے چالیس سال پہلے انسانیت کے لیے بنایا تھا (رواہ البخاری)، جو کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے سلسلے سے متعلق انبیاؑ کے بھی جدِ امجد ہیں۔

اب کل انسانیت کے لیے ملتِ ابراہیمیہ کا حقیقی مرکز مکہ مکرمہ میں بیت اللہ الحرام اور کعبۃ اللہ ہے۔ یہ مرکز نہ صرف اپنی ابتدائی تعمیر میں کل انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بنایا گیا تھا، بلکہ آئندہ چل کر بھی اس مرکز سے تیار ہونے والی جماعتِ صحابہ اور اس کی سچی اتباع کرنے والے لوگ کل انسانیت پر نگران اور گواہ ہوں گے۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں: ''احادیث (بخاری و ترمذی) میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپؐ کی امت انبیا کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ ﷺ جو اپنے اُمتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں، ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔ اس وقت وہ اُمتیں کہیں گی کہ انھوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا، نہ ہم کو دیکھا، پھر گواہی کیسے مقبول ہوسکتی ہے؟ اس وقت آپ ﷺ کی اُمت جواب دے گی کہ: ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علمِ یقینی ہوا، اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں''۔

یہ جماعتِ صحابہ کل انسانیت اور اُمتوں کے معاملات کی نگرانی کے لیے بنائی جا رہی ہے۔ اس لیے اس مرکزِ انسانیت ''مکہ مکرمہ'' کے ساتھ اس جماعت کی عبادات پر مبنی ''اقترابات'' اور امن و امان اور معاشی خوش حالی پر مبنی ''ارتفاقات'' وابستہ ہونے چاہئیں۔

وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا): اس جماعت کی تربیت، نگرانی اور گواہی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ آپ ﷺ کل انسانیت کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور اس کا سب سے پہلا اظہار معراج کی رات میں ہوا، جب تمام انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس میں حضور اقدس ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ اُس دن سے سیّد البشر ﷺ تمام مذاہب اور ملتوں کے امام اور نگران ہیں۔ وہ یہ اختیار رکھتے ہیں کہ انسانوں کو اللہ کے ساتھ جوڑنے کے لیے علاقائی مراکز کی مرکزیت کو عالمی انسانی مرکزیت؛ مکہ مکرمہ کے ساتھ جوڑیں۔ اب آئندہ جو بھی کسی مذہب اور ملت کا انسان ملتِ ابراہیمیہ حنیفیہ کے ساتھ وابستہ ہو کر ملتِ اسلامیہ کا حصہ بنے گا، اُس کو اپنی تمام تعلیمی، تربیتی، اجتماعی اور انسانیت سے متعلقہ سرگرمیوں کا مرکز و محور اور قبلہ و کعبہ اسی بیت اللہ الحرام کو بنانا ہوگا۔

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ (اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا، مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں): قبلے کی تبدیلی کا دوسرا مقصد لوگوں کا یہ امتحان لینا ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں میں سے کون مسلمان اپنے قدیم زمانے سے اختیار کیے ہوئے قومی قبلہ اور کعبہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے قبلہ کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہے۔ مہاجر صحابہ کرامؓ کے دلوں میں قدیم زمانے سے کعبۃ اللہ کی مرکزیت کے ساتھ گرویدگی تھی۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو ان کے دلوں کا امتحان مقصود تھا کہ کیا وہ اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں؟ سترہ مہینوں کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کے قبلہ بنانے کا حکم دیا تو انصارِ مدینہ منورہ کے دلوں میں بیت المقدس کی عظمت موجود تھی۔ مہاجرین و اَنصار دونوں جماعتوں کے امتحان اور منافقین کی علاحدگی کے لیے قبلہ کی تبدیلی ہوئی ہے، تاکہ کل انسانیت کے لیے کام کرنے کی صلاحیت رکھنے والی جماعت پیدا ہو جائے۔

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

صلہ رحمی پر ملنے والے انعامات

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ – رضی اللّٰہ عنہ – قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ’’مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ أَوْ یُنْسَأَلَہٗ أَثَرُہٗ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ‘‘.

(حضرت انس بن مالک –رضی اللہ عنہ– سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ’’جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو، یا عمر کی درازی چاہتا ہو، تو اُسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے‘‘۔) (صحیح بخاری، 2067)

انسانی ضرورتوں میں سے ایک بڑی ضرورت فراخ رزق اور تمناؤں میں بڑی تمنا‘ لمبی زندگی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان آرزوؤں کا حصول‘ صلہ رحمی میں مضمر قرار دیا ہے۔ صلہ رحمی سے مراد ہے کہ ماں اور باپ کے ذریعے سے انسان کے جو خونی رشتے ہیں، ان کو جوڑے رکھنا۔ اگر یہ رشتے دار اس کے حقوق توڑتے بھی ہوں، تب بھی ان کے ساتھ ہر ممکن رشتہ جوڑے رکھے۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ: میرا فلاں رشتہ دار میرے حسن سلوک کے باوجود میرے ساتھ ہمیشہ ناانصافی کرتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’جو آپ سے رشتہ توڑے اس سے جوڑو، اور جو آپ کو حق سے محروم کرے اور ظلم کرے، آپ اس کو معاف کردو‘‘۔ (المستدرک للحاکم، حدیث: 3912) گویا دوسرے کی بدسلوکی کے باوجود صلہ رحمی کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب نبوت ملی اور آپؐ ذمہ داری کے بوجھ کے احساس کی بابت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اپنی تشویش کا ذکر فرماتے ہیں تو آپ ﷺ کی تسلی کی خاطر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے چند خصائل کا ذکر کر کے کہا تھا کہ اللہ آپ کو بامراد کریں گے۔ ان خصائل میں سے ایک خصلت آپ ﷺ کا صلہ رحمی کا مزاج مبارک تھا۔ (رواہ بخاری و مسلم)

انسانی سماج کی پہلی اکائی خاندان ہے۔ جب انسان خاندان میں اچھا رویہ اپناتا ہے، ہر ممکن تعلق نبھاتا ہے، لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ گویا اس نے سوسائٹی کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کیا، بلکہ تکلیف اُٹھا کر اس نے یہ ذمہ داری نبھائی۔ اس نے تشکیل معاشرت میں منشائے الٰہی کو پورا کیا، جو بہت بڑے اَجر کا باعث ہے۔ ’’اللہ نے فرمایا کہ مخلوق میرا کنبہ ہے اور مخلوق میں سے اللہ کو وہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے‘‘۔ (البیہقی)

اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں انسانی معاشرہ اس طرح تشکیل پائے کہ ہر ایک دوسرے کے لیے مددگار ہو۔ اس ضمن میں انسان کی تربیت خاندان میں ہوتی ہے۔ اگر خاندان کی سطح پر اچھا ماحول بن جائے تو بہت سے مسئلے خود بہ خود حل ہو سکتے ہیں۔ یوں تشکیل معاشرہ میں انسان ایک اہم کردار ادا کرتا ہے جو اس کو اپنے کردار و عمل کے لحاظ سے بہت اونچا اور بلند کر دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اَقرِبا کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک اور صلح رحمی کا معاملہ کریں۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت صہیب بن سنان رومی بدری رضی اللہ عنہ

حضرت صہیب بن سنان بدری رضی اللہ عنہ السابقون الاولون مہاجرین میں سے تھے۔ آپؓ کی سیرت ایک ایسی روشن مثال ہے، جس میں ایمان، قربانی اور استقامت کی ایک جامع تصویر نمایاں ہوتی ہے۔ آپؓ مکہ کے قریشی خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے، بلکہ رومیوں کے غلام بن کر مکہ پہنچے تھے۔ زبان کی لکنت اور سنہرے بالوں کی وجہ سے ’’صہیب رومی‘‘ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپؓ نے اپنی زندگی کے ابتدائی چند سال غلامی میں گزارے، مگر حضرت عبداللہ بن جدعان کی کاوشوں اور ہمت افزائی سے مکہ میں سماجی و معاشی دور کا آغاز کیا اور ان کی محنت، عزم اور ایمان کی طاقت نے ان کو غلامی سے آزاد کرایا اور وہ مکہ کے ایک کامیاب تاجر بن گئے۔ آپؓ کی زندگی کا ایک اہم موڑ اُس وقت آیا جب انھوں نے اسلام کو رضا کارانہ طور پر خود حاضر ہو کر قبول کیا۔

دارِ ارقم کے دروازے پر کھڑے ہو کر جب انھوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے ملاقات کی اور حضرت محمد ﷺ سے اسلام کی دعوت سنی تو آپؓ نے فوراً اس دین کو قبول کیا۔ اس وقت تک اسلام کے بارے شکوک و شبہات اور پروپیگنڈا تھا اور قریش کا شدید دباؤ تھا، تاکہ مسلمانوں کو خوف میں مبتلا رکھا جائے اور دوسرے لوگوں کو اپنے کنٹرول میں رکھا جائے۔ ایسے ماحول میں حضرت صہیب رومیؓ نے کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے بغیر اس راہ حق کو اختیار کیا۔

آپؓ کی زندگی کا ایک اور اہم لمحہ اُس دن آیا جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوران آپؓ نے اپنے مال و دولت کو قربان کر دیا۔ قریش نے جب آپؓ کو راستے میں روکنے کی کوشش کی تو آپؓ نے اپنی ساری دولت کفار کے حوالے کر دی۔ پھر آزاد ہو کر اکیلے ہجرت کی۔ جب قباء میں ہی قیامِ نبویؐ کے وقت پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’صہیب نے نفع بخش تجارت کی، مال دے کر دین اور اہلِ حق کا ساتھ خرید لیا‘‘۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد آپؓ کو حضرت ابوسعید حارثؓ کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت صہیبؓ کی اس قربانی اور استقامت نے آپؓ کو ایک عظیم مسلمان شخصیت کی حیثیت دے دی۔ آپؓ نے ہمیشہ اللہ کی رضا کی خاطر ہر قربانی دی اور دین اسلام کے غلبہ کی جدوجہد سے کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ آپؓ ہر غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے اور کبھی میدانِ جنگ میں پیچھے نہ رہے۔ عشقِ رسول اللہ ﷺ کا یہ حال تھا کہ میدانِ جنگ میں آپؐ کے دائیں بائیں آگے، پیچھے جہاں سے خطرہ محسوس کرتے ادھر ہی بہ طورِ محافظ سینہ سپر ہو جاتے۔ آپؓ نے جماعتِ حقہ کے مزاج شناس اور فعال ممبر بن کر کردار ادا کیا۔

آپؓ حضرت عمرؓ کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے تھے اور آپؓ نے ہی حضرت عمرؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت صہیبؓ کی وفات شوال المکرّم ۳۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

www.rahimia.org

انسانیت گیر فیضانِ نبوت اور ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ:

دینِ حق کے شعوری سفر کا ایک اہم سنگِ میل

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) اپنی بانی شخصیت حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی علمی و روحانی میراث کا امین ہے۔ 26 ستمبر ان کا یومِ وفات ہے اور اس سال ادارے کے قیام کو پچیس برس مکمل ہوگئے ہیں۔ اس موقع پر ادارہ رحیمیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ملک بھر میں شعور و آگہی پر مبنی تقریبات منعقد کرے، جن میں خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے انقلابی اُصولوں سے رہنمائی فراہم کی جائے اور ادارے کے منہج کو واضح کیا جائے۔ پندرہ سو سالہ ولادت باسعادت خاتم النبیّین ﷺ اور ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے پچیس سالہ قیام کی تقریبات' تاریخِ انسانیت کے عظیم ترین شعور اور علمی خدمت کی تجدید ہیں۔ یہ موقع دین و علم کے امتزاج اور انسانی فلاح کے سفر میں ایک اہم سنگِ میل ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا سماجی مطالعہ دراصل انسانیت کے لیے محبت و عدل کے آفاقی اصولوں کی بازیافت ہے۔ حضور ﷺ نے معاشرے کو اَخلاق، مساوات اور اخوت کا ایسا پیغام دیا، جو ہر دور میں انسانی دلوں کو روشنی بخشتا ہے۔ یہی پیغام آج بھی ہماری اجتماعی فکر کا چراغِ راہ ہے۔ آغازِ جوانی ہی میں رسولِ اکرم ﷺ نے حِلفُ الفُضول میں شریک ہو کر انسانیت کے اجتماعی حقوق کے تحفظ کو عملی جامہ پہنایا۔ یہ اِقدام اس امر کا واضح اعلان تھا کہ آپ ﷺ کی نگاہِ مبارک میں معاشرتی عدل و مساوات محض اخلاقی قدر نہیں، بلکہ ایک مستقل نظام کا متقاضی تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے عرب معاشرے کو قبائلی عصبیت کے جمود سے نکال کر اجتماعی عمل اور عمرانی معاہدے کے ذریعے ایک منظّم ریاست کی بنیادیں فراہم کیں، جسے ہم آج ''ریاستِ مدینہ'' کہتے ہیں۔ یہ سیاسی تشکیل دراصل سماجی ارتقا، شہری مساوات اور عوامی اقتدارِ اعلیٰ کے اُصولوں پر مبنی ایک جامع ریاستی ڈھانچے کی اوّلین مثال تھی۔

فیضِ نبوت سے تربیت یافتہ جماعت نے خلافتِ راشدہ کی صورت میں ایک ایسا سیاسی نظم قائم کیا، جو شوریٰ، عدلِ اجتماعی اور قانون کی بالادستی پر استوار تھا۔ اس نظامِ حکمرانی نے طاقت کو خدمت میں بدلا اور انسانیت کو ریاستی استحکام و ارتقائی شعور کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ نظامِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے اُصول تقریباً ایک ہزار سال تک انسانی تمدن کی اساس رہے۔ زوال کے دور میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے نبوی اُصول پر عمرانی شعور کی تجدید اور اجتماعی بقا کی حکمتِ عملی انھی اجتماعی اصولوں پر استوار کی، جو انقلابِ فکر اور معاشرتی اِحیا کے ضامن ثابت ہوئے۔

انسانی تاریخ میں قومی شعور کی بیداری ہمیشہ ایسے تعلیمی اداروں کی مرہونِ منت رہی ہے، جو نصابِ فکر، نظامِ تربیت اور ارتقائی تدریس کے ذریعے افراد میں فکری بالیدگی پیدا کرتے رہے ہیں۔ یہی ادارے قومی تشخص، سماجی ہم آہنگی اور اجتماعی شعور کے نصابی و تربیتی مراکز کے طور پر نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ ادارہ رحیمیہ دراصل امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت کا ترجمان ہے۔ انھوں نے قرآن و سنت اور اَسلاف کے علمی و فکری وِرثے کی روشنی میں ایسا جامع نظامِ فکر تشکیل دیا جو عہدِ حاضر کے پیچیدہ مسائل کے حل کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہی فکر' اسلامی معاشرت کی فکری تجدید، سیاسی و معاشی آزادی اور تہذیبی احیا کا سرچشمہ ہے۔ یہ حکمت' انسان کو انفرادیت کے جمود سے نکال کر اجتماعی شعور اور عمرانی ارتقا کے سفر پر ڈالتی ہے۔ ادارہ رحیمیہ اسی ولی اللّٰہی حکمت کو نصابِ تعلیم، نظامِ تربیت اور اجتماعی رہنمائی کی شکل میں عصرِ حاضر میں زندہ رکھنے کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ اپنے قیام سے آج تک دینِ اسلام کی جامع اور اجتماعی فکر کی روشنی میں نوجوانوں میں قومی شعور بیدار کرنے، اسلامی علوم کی ترویج اور اَخلاقی اقدار کو زندہ کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ یہ ادارہ اعتدال، فکری توازن اور غیرفرقہ وارانہ تعلیمی منہج کے ذریعے علمی خدمت کے ایک قومی ادارے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ پاکستان کی موجودہ سیاسی فضا میں پراگندگی، سوشل میڈیا پر اَخلاقی قدروں کی پامالی اور خواتین کے خلاف توہین آمیز رویے ہماری قومی سیاست کے الم ناک پہلو ہیں۔ اس افسوس ناک ماحول نے شریف گھرانوں کی نوجوان نسل کو سیاست سے گریز پر مجبور کر دیا ہے، جو دراصل قومی قیادت کے تسلسل کے ٹوٹنے کا غم انگیز اشارہ ہے۔ پاکستان میں مذہبی حلقوں کے پرتشدد رویّوں اور سیاست میں نفرت و تعصب نے نوجوانوں کے دلوں میں مایوسی اور بیزاری کی فضا پیدا کر رکھی ہے، مگر ادارہ رحیمیہ نے انھیں اُمید و حوصلہ عطا کیا۔ اس نے نوجوانوں کو فکری توازن، تعمیری شعور اور ایک نئی سماجی تشکیل کی سمت تہذیب یافتہ رہنمائی فراہم کی ہے۔

رحیمیہ کے شعوری سوتے کسی وقتی جذبات یا محدود افکار کے مرہونِ منت نہیں، بلکہ وہ براہِ راست کلامِ مہبطِ الٰہی، سنتِ رسول ﷺ، جماعتِ صحابہؓ، ائمہ فقہا و محدثینؒ اور گزشتہ پندرہ سو سالہ علمی و فکری وِرثے سے پھوٹتے ہیں۔ یہی وہ سرچشمے ہیں، جنھوں نے امتِ مسلمہ کی تاریخ کو اَخلاقی رفعت، فکری بلندی اور تہذیبی تابانی عطا کی۔ ادارہ رحیمیہ کا نصب العین صرف درس و تدریس تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پیشِ نظر معاشرے میں دینِ اسلام کا ہمہ گیر غلبہ، دینی شعائر کی عظمت و حرمت کا اِحیا، سیاسی آزادی کی بازیافت، معاشی خوش حالی کی فراہمی اور سماجی مساوات کا قیام ہے۔ آج کی دنیا میں جہاں ظلمتوں کے سائے طویل ہوتے جا رہے ہیں، وہاں ادارہ رحیمیہ کا پیغام ایک روشن چراغ ہے جو اجتماعی شعور کی سمت متعین کرتا اور نوجوان نسل کو نیا حوصلہ بخشتا ہے۔ یہ ادارہ محض ماضی کی یادگار نہیں، بلکہ مستقبل کی راہیں روشن کرنے والا شعوری قافلہ ہے، جو انسان کو جمود سے نکال کر عمل کے اُفق پر لے جاتا ہے۔ یہی وہ منہج ہے جو اُمت کے لیے انقلابی تحریک، تہذیبی تجدید اور عمرانی ارتقا کا ضامن ہے، اور یہی وہ آواز ہے جو آج کے منتشر دلوں کو دینی وحدت کی لَے اور قومی زندگی کو بامقصد استقامت عطا کرتی ہے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

''عقل'' سے متعلق احوال؛ احادیث کی روشنی میں (2)

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰہِ البالِغہ'' میں فرماتے ہیں:

تیسری قسم؛ ''تجلیِٔ صفاتِ ذات'' کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) انصاری صحابیؓ نے آسمان پر ایک سائبان دیکھا تھا، جس میں چمکتے ہوئے چراغ کی تمثیلات موجود تھیں (حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ وہ رات کے وقت ''سورت بقرہ'' تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا کہ گھوڑا اچانک اُچھلنے لگا۔ وہ خاموش ہو گئے تو وہ (گھوڑا) بھی ٹھہر گیا۔ انھوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے لگا۔ وہ خاموش ہو گئے تو وہ (گھوڑا) بھی ٹھہر گیا۔ انھوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے لگا۔ وہ فارغ ہوئے اور ان کا بیٹا یحییٰ اس (گھوڑے) کے قریب ہی تھا، لہٰذا انھیں اندیشہ ہوا کہ وہ اسے نقصان نہ پہنچائے۔ اور جب انھوں نے اسے گھوڑے سے دور کیا اور آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو سائبان سا دکھائی دیا، جس میں چراغوں کی طرح روشنی تھی۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے نبی ﷺ کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابنِ حُضیر! پڑھ، ابن حُضیر! تم پڑھتے رہتے''۔ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اندیشہ ہوا کہ (اگر میں پڑھتا رہتا تو) وہ (گھوڑا) یحییٰ کو روند ڈالتا، کیوں کہ وہ اس کے قریب تھا، لہٰذا میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مَیں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو (اوپر) سائبان کی طرح کوئی چیز تھی اور اس میں چراغوں جیسی کوئی چیز تھی۔ مَیں باہر نکلا، حتیٰ کہ مَیں نے اس (روشنی) کو نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز کے قریب آ گئے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ وہیں رہتے اور لوگ انھیں دیکھ لیتے اور وہ ان سے مخفی نہ رہتے''۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: 2116)

(2) دوسری مثال وہ حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ میں سے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس سے ایک اندھیری رات میں گھر جانے کے لیے نکلے۔ ان دونوں کے پاس دو چراغوں کی طرح اُن کے سامنے تھے۔ جب وہ دونوں جدا ہوئے تو ہر ایک کے پاس ایک ایک چراغ تھا، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حُضیر اور عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہما اپنے کسی مسئلے کے بارے میں نبی اکرمؐ سے گفتگو کرتے رہے، حتیٰ کہ شدید تاریک رات میں رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ پھر وہ رسول اللہؐ کے پاس سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی سی لاٹھی تھی۔ چناں چہ ان دونوں میں سے ایک کی لاٹھی نے روشنی پیدا کر دی حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے، لیکن جب ان دونوں کی راہیں الگ الگ ہوئیں تو دوسرے کے لیے اس کی لاٹھی نے روشنی پیدا کر دی۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔) (رواہ البخاری، مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: 5944)

(3) تیسری مثال: حدیث میں آیا ہے کہ نجاشی کی قبر کے پاس نور نکلتا ہوا دیکھا گیا۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی فوت ہوئے تو ہم باہم گفتگو کرتے تھے کہ ان کی قبر پر مسلسل روشنی نظر آ رہی ہے۔) (مشکوٰۃ المصابیح: 5947)

چوتھی قسم؛ ''تجلیِٔ حکمِ ذات'' کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) حضرت حنظلہ اُسیدی رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے، جس میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ آپ ﷺ ہمیں جنت اور جہنم کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ (حضرت حنظلہ بن رُبَیّع اُسیدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور دریافت کیا: ''حنظلہ! آپ کیسے ہیں؟'' مَیں نے کہا: ''حنظلہ منافق ہو گیا ہے''۔ انھوں نے کہا: ''سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہمیں جنت اور دوزخ کی یاد دلاتے ہیں، حتیٰ کہ ایسے لگتا ہے گویا ہم (انھیں) آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم رسول اللہؐ کے پاس سے نکلتے ہیں تو بیویوں، بچوں اور کھیتی باڑی (اور دوسرے کام کاج) کو سنبھالنے میں لگ جاتے ہیں اور بہت سی چیزیں بھول بھلا جاتے ہیں''۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! یہی کچھ ہمیں بھی پیش آتا ہے''۔ پھر میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کی: ''اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہو گیا ہے''، رسول اللہؐ نے فرمایا: ''وہ کیا معاملہ ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللہ کے رسول! ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، آپ ہمیں جنت اور دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو حالت یہ ہوتی ہے گویا ہم (انھیں) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے ہاں سے باہر نکلتے ہیں تو بیویوں، بچوں اور کام کاج کی دیکھ بھال میں لگ جاتے ہیں۔ ہم بہت کچھ بھول جاتے ہیں''۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: ''اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم ہمیشہ اسی کیفیت میں رہو جس طرح میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر میں لگے رہو تو تمھارے بستروں پر اور تمھارے راستوں میں فرشتے (آ کر) تمھارے ساتھ مصافحے کریں، لیکن اے حنظلہ! کوئی گھڑی کسی طرح ہوتی ہے اور کوئی گھڑی کسی (اور) طرح''۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، حدیث: 6966) پس آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ انسان کے احوال ہمیشہ مستقل نہیں رہتے۔

(2) اسی قسم کی وہ مثال بھی ہے، جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خواب میں جنت اور دوزخ دیکھی تھی۔ (حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ: ''میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ خواب دیکھا کہ گویا ایک گاڑھے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں ہے۔ جیسے میں جنت میں جس جگہ کا بھی ارادہ کرتا ہوں تو یہ اُدھر اُڑا کے مجھ کو لے جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ جیسے دو فرشتے میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے دوزخ کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک فرشتہ ان سے آ کر ملا اور (مجھ سے) کہا کہ ڈرو نہیں (اور ان سے کہا کہ) اسے چھوڑ دو۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1156) (بقیہ: صفحہ 12 پر)

www.rahimia.org

اسلامی دور کی ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

عثمانی سلطنت کے چھٹے حکمران؛ مراد ثانی

سلطان محمد اوّل کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بیٹے مراد ثانی اٹھارہ سال کی عمر میں حکومت کے سربراہ بنے۔ سلطان محمد اوّل نے اگرچہ اپنے دورِ حکومت میں تیموری حملے کے تمام اثرات مٹا دیے تھے اور سلطنت کے نظام کو مضبوط و مستحکم کر دیا تھا، لیکن جن قوتوں کو سلطان نے اپنی قوت اور حکمتِ عملی سے سلطنتِ عثمانیہ کا حلیف بنا لیا تھا، مراد ثانی کے حکمران بننے پر وہ قوتیں پھر بغاوت کے لیے انگڑائیاں لینے لگیں۔ سب سے پہلے تو قسطنطنیہ کے بادشاہ نے ان تمام احسانات کو فراموش کر دیا، جو مراد کے والد نے اس کے ساتھ کیے تھے۔ بادشاہ نے مراد کی کم سنی سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور اس کے لیے تدبیر یہ کی کہ مصطفیٰ نامی ایک شخص کو جو اپنے آپ کو سلطان بایزید یلدرم کا بیٹا کہتا تھا اور سلطنت کی حکمرانی کا دعوے دار تھا، اس کو مراد کے مقابلے میں لا کھڑا کر دیا۔ چناں چہ شاہِ قسطنطنیہ کی مدد سے وہ درۂ دانیال عبور کر کے ایشیائے کوچک پہنچا۔ مراد ثانی نے مصطفیٰ کا انتہائی ہمت و شجاعت اور حکمت سے مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی۔ وہ بھاگ کر گیلی پولی میں محصور ہو گیا۔ مراد نے گیلی پولی کو فتح کر کے مصطفیٰ کو گرفتار کر لیا اور بغاوت کے جرم میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح اس فتنے کا خاتمہ ہوا اور شاہِ قسطنطنیہ کی سازش ناکام ہوئی۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ: قسطنطنیہ کے بادشاہ کی غداری کی وجہ سے مراد نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا۔ چناں چہ 1422ء میں اس شہر کے محاصرے کے لیے مراد بیس ہزار کی فوج کے ساتھ وہاں پہنچ گیا، لیکن بازنطینیوں نے مذہبی جوش اور بہادری کے ساتھ مراد کے حملے کو روکا، تاہم مراد نے اس محاصرے میں جس غیر معمولی حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا، اس کی مثال اُس عہد کی فوجی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ امید تھی کہ مراد کا یہ حملہ کامیاب ہوگا۔ اُدھر شاہِ قسطنطنیہ نے ایسی چال چلی کہ مراد کو مجبوراً محاصرہ اُٹھا کر اپنی سلطنت کی حفاظت کے لیے ایشیائے کوچک کا رُخ کرنا پڑا۔ بادشاہ نے یہ تدبیر کی کہ مراد کے چھوٹے بھائی کو جو محاصرے کے وقت پیچھے ایشیائے کوچک میں ہی تھا، مراد کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ امیر کرمانیہ اور امیر کرمان نے اس کی مدد کی۔ چناں چہ اس نے جس کا نام مصطفیٰ تھا، سلطنت کے حکمران ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ خبر سن کر مراد قسطنطنیہ کے محاصرے کو چھوڑ کر فوراً ایشیائے کوچک پہنچا۔ مراد نے مصطفیٰ کو شکست دی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ اس کو گرفتار کرنے والے فوجیوں نے مراد کی اجازت کے بغیر اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

اس فتنے کو ختم کرنے کے بعد مراد اُن ترکی ریاستوں کی طرف متوجہ ہوا، جو تیمور کے حملے کے بعد سلطنتِ عثمانیہ سے آزاد ہوگئی تھیں اور سلطنت کے خلاف ہر وقت سازشوں میں مصروف رہتی تھیں۔ امیر کرمانیہ ان میں سب سے آگے تھے۔ مراد کے مقابلے میں اُس کے بھائی کو کھڑا کرنے میں بھی زیادہ تر اسی کا ہاتھ تھا۔ چناں چہ مراد نے اس کی سرکوبی کے لیے کرمانیہ پر حملہ کیا اور محمد بک کو قتل کر کے اس کے لڑکے ابراہیم کو وہاں کا امیر بنا دیا۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

ملکی معیشت

ملکی معیشت
ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، اسلام آباد

سعودی پاک دفاعی معاہدے کے معیشت پر اثرات

سعودی پاک دفاعی معاہدے کے تناظر میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اب پاکستان کے معاشی مسائل حل ہو جائیں گے، کیوں کہ پاکستان نہ صرف مشرقِ وسطیٰ بلکہ کل اسلامی دنیا کے دفاع کا ذمہ دار بن جائے گا اور چوں کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم بھی ہے، اس لیے پاکستان اپنی اس صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے پوری اسلامی دنیا کے محافظ کے طور پہ اُبھر کے سامنے آئے گا۔ مغل ہندوستان اور خلافتِ عثمانیہ کی تباہی میں جن طاغوتی عناصر نے اپنے وقت میں حصہ لیا، ان کے پیش رو آج بیش تر اسلامی ممالک کی مقتدرہ کا اٹوٹ انگ ہیں۔ اس مدت کے دوران دنیا میں بالخصوص عالم اسلام میں اُبھرنے والی تحاریکِ حریت و انقلاب کو کچلنے اور وہاں کی عوام پر کمزور اور عاقبت نااندیش مقتدرہ کو مسلط کرنے میں ان عناصر کا کلیدی کردار رہا ہے۔ ایسے میں یہ سمجھ لینا کہ اب عالَمِ اسلام خودمختاری کی جانب گامزن ہوا چاہتا ہے، ایک دیوانے کا خواب تو ہوسکتا ہے، لیکن حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہی پاکستان ہے جس کے حکمران اس معاہدے سے پہلے اور بعد امریکی صدر کے ایک بیان اور اس سے ملاقات کے لیے مرے جا رہے ہیں، جب کہ سفارتی آداب سے عاری امریکی صدر ہو یا اسرائیلی وزیرِاعظم، دونوں اس معاہدے پر خاموش ہیں اور غزہ پر حملے جوں کے توں جاری و ساری ہیں۔

سعودی پاک دفاعی معاہدے میں کچھ ہوتا تو آج اسرائیل کی جرأت نہ ہوتی کہ وہ مزید جارحیت کا مظاہرہ کر پاتا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نہ یہ معاہدہ اسرائیل کے خلاف ہے نہ ہندوستان کے، نہ امریکا کے اور نہ ہی کسی اَور ملک کے۔ اس معاہدے سے جنگ کا ماحول زندہ رکھا جائے گا اور کہیں ضرورت پڑے تو ہلکی پھلکی پھلجھڑیاں چھوڑ دی جائیں گی، تاکہ فوجیں تنی رہیں اور خطہ دفاعی ساز و سامان کی خریداری کرتا رہے۔

آج سے دس سال قبل بھی ایسا ہی منصوبہ پیش کیا گیا تھا، جس میں یمنی حوثیوں کو بنیاد بنایا گیا تھا، لیکن پاکستان کی معاشی صورتِ حال قدرے بہتر تھی اور چند سالوں پہلے ہم افغانستان سے متعلق جنگ سے باہر آئے تھے، اس لیے کسی پرائی جنگ میں دوبارہ شمولیت اختیار کرنے کا عمومی ماحول نہیں تھا، لیکن آج ہم کوڑی کوڑی کے محتاج ہو چکے ہیں اور ایک ایک کر کے عوامی آواز کے مراکز کو کمزور تر کیا جا چکا ہے، اس لیے پورے ملک کو اعتماد میں لیے بغیر وزیرِاعظم کو دستخط کرنے کے لیے سعودی عرب لے جایا گیا اور کام ہو گیا۔ یوکرین جنگ میں بھی پاکستان نے خوب اسلحہ بیچا اور اس کے ڈالر بھی آئے، لیکن وہ کتنے ہیں اور کہاں گئے، اس پر آج تک تخمینے اور قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ ایسے ہی اس سے قبل لگ بھگ اسّی ارب ڈالر' دفاعی امداد کے طور پر امریکا پاکستان کو دے چکا ہے۔ وہ دفاع پر کتنے لگے اور ان سے معیشت کو کیا فائدہ ہوا، اس تاریخ سے پاکستان کا بچہ بچہ خوب واقف ہے۔ اب بھی ایسا ہی ہوگا، پیسہ آئے گا اور ہماری مقتدرہ اَور توانا و طاقت ور ہوتی چلی جائے گی۔

www.rahimia.org

رپورٹ: فہد محمد عدیل، گوجرانوالا

آغاز تقریبات بہ سلسلہ
پندرہ سوسالہ ولادت باسعادت خاتم النّبیّین حضرت محمد ﷺ
پچیس سالہ قیام ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ
وتقریب رونمائی کتاب ''تقریر الخیر الکثیر''

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور مرکز میں مؤرخہ 14 ستمبر 2025ء بروز اتوار درجِ بالا چند تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ تقریبات کی نظامت کے فرائض مولانا ناصر عبدالعزیز نے انجام دیے، تلاوتِ کلامِ پاک کی سعادت مولانا قاری دلنواز کشمیری کو حاصل ہوئی اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کرنے کا شرف مولانا عبداللہ سیال کو حاصل ہوا۔ آغاز میں حضرت مفتی عبدالقدیر مدظلہ العالی نے متذکرہ بالا کتاب ''تقریر الخیر الکثیر'' کے مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ: ''شاہ ولی اللہ صاحب کا دور ''حکمت'' کا دور ہے اور حکمت کو تین ذرائع سے حاصل کیا جاتا ہے: عقل، نقل اور کشف/ وجدان۔ شاہ صاحبؒ نے ''حُجّةُ اللہ البالغہ'' میں حکمت کو نقل کے حوالے سے واضح کیا، ''البُدور البازغہ'' میں حکمت کے عقلی پہلوؤں کو بیان کیا، جب کہ ''الخیر الکثیر'' میں کشفی موضوعات کو موضوع بنایا''۔ انھوں نے مزید وضاحت کی کہ: ''حکمتِ عملیہ کے تین امور: تہذیب الاخلاق، تدبیر منزل اور سیاستِ مدنیہ کو اس کتاب میں موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ کتاب ''الخیر الکثیر'' کے چار خزانوں پر حضرت شاہ صاحبؒ کے تشریحی دروس پر مشتمل ہے''۔

غلبۂ دینِ حق کے مقصد اور بعثتِ نبوی ﷺ کے موضوع پر مولانا مفتی مختار حسن نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد دین کو غالب کرنا ہے۔ چناں چہ آپ نے ریاستِ مدینہ قائم کی، جس سے سیاسی طور پر مسلمانوں کو بالادستی حاصل ہوئی۔ فتح مکہ کے بعد پورے عرب پر حکومت قائم ہوئی، جب کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں دنیا کا غالب حصہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔ زوال کے بعد دینِ حق کے غلبے کا فریضہ ولی اللّٰہی جماعت نے سنبھالا۔ حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے پاکستان کے مخالف ماحول میں ولی اللّٰہی فکر کا احیا فرمایا۔ حضرت اقدس نے ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن''، ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' اور ''ادارہ رحیمیہ'' ایسے ادارے قائم کیے، جن کا مقصد غلبہ دین کا شعور پیدا کرنا ہے۔ اسی مقصد کے لیے انسانی قلوب کے تزکیے کے لیے مجالسِ ذکر کا اہتمام کیا گیا۔ ہمیں اس ادارے کے قیام کے مقاصد کو سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر، جو پورے سال جاری رہیں گی، بھرپور انداز میں اجاگر کرنا چاہیے''۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد کے مشن پر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے کردار کے حوالے سے صدر ادارہ رحیمیہ حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے گفتگو فرمائی۔ انھوں نے کہا کہ:

''ہم دین کے جامع تصور کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے تسلسل قائم کرتے ہیں۔ نبوی سیاست کو سمجھنا اور سیرتِ نبوی ﷺ کو پیش کرنا اوّلین مقصد ہونا چاہیے۔ آج ولی اللّٰہی تعلیمات کے تناظر میں احسان وطریقت، سیاست اور شریعت کو سمجھنا ضروری ہے اور اسی روح کے ساتھ ادارہ رحیمیہ کی تمام سرگرمیوں کو دیکھنا چاہیے''۔

ولی اللّٰہی فکر کی روشنی میں ادارہ رحیمیہ کی اہمیت کے موضوع پر سرپرست ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ نے خطاب فرمایا۔ انھوں نے کہا کہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ایک خاص مقصد کے تحت مبعوث فرمایا۔ جو شخص آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہے، وہ ایک مخصوص اجتماع سے جڑ جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں اسی اداراتی سوچ کے تحت تربیت کا ادارہ ''دارِارقم'' قائم کیا گیا۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی خلافت پر مشتمل ہے: خلافتِ باطنہ اور خلافتِ ظاہرہ، اور خلافت بھی ایک ادارہ ہے۔ دین کا فکر اور لائحہ عمل اجتماعی اور اداراتی ہے۔ مدینہ کی ریاست بھی اداراتی عمل کے ذریعے وجود میں آئی۔ امور کو سرانجام دینے کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ نے تعاون اور اداراتی عمل کی رہنمائی فرمائی۔ خاندان کو بھی حقوق وفرائض کے اداراتی نظام کے تحت منظّم کرنے کی تلقین کی۔ اداراتی سوچ پر خلافتِ راشدہ اور اسلام کا عروج قائم رہا اور زوال کی بنیادی وجہ اداراتی عمل سے انحراف تھا۔ دین کو دوبارہ غالب کرنے کی جدوجہد بھی اداراتی عمل کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسی سوچ پر ولی اللّٰہی تحریک کا آغاز ہوا۔ دارالعلوم دیوبند، جمعیۃ الانصار اور نظارۃ المعارف القرآنیہ جیسے ادارے قائم ہوئے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر مولانا سندھی کابل گئے اور وہاں ''جنود الربانیہ'' کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جدوجہدِ آزادی بھی دراصل اداراتی سوچ پر قائم تھی۔ خانقاہ رائے پور کا امتیاز بھی سیاسی فکر، شعور اور اداراتی سوچ ہے۔

اسی فکر پر حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی تربیت ہوئی، وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اسی سوچ پر جمعیت طلبائے اسلام (1967ء)، تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی (1987ء) اور ادارہ رحیمیہ (2001ء) قائم کیے گئے۔ ادارہ رحیمیہ کا بنیادی مقصد لٹریچر کے ذریعے اداراتی شعور کو قائم کرنا ہے اور افراد کو انفرادی ومفاد پرستی کی سوچ سے بچانا ہے''۔

تقریب کے آخر میں ''سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ادارہ رحیمیہ کے مقاصد و اہداف'' پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے خانقاہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آج کی تقریب دراصل کئی تقریبات کا مجموعہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ''تقریب کا معنی ہر اگلے مرحلے کو قریب کرنے کے ہیں۔ چناں چہ انبیائے کرام علیہم السلام پچھلے زمانے کے ''خاتم'' اور نئے زمانے کے ''فاتح'' ہوتے ہیں''۔ اسی طرح ہر تقریب بھی اگلے مرحلے کو قریب کرنے والی ہوتی ہے۔ پہلی تقریب یہ کہ پندرہ سو سال پہلے نبی اکرم ﷺ کے نورِ مبارک سے دنیا منور ہوئی اور قیصر وکسریٰ کے دور کا خاتمہ ہوا۔ اس کے ساتھ انقلاب کا ''آغاز'' ہوا، انسانی مسائل کی درستگی کا دروازہ کھلا اور صراطِ مستقیم کو واضح کر دیا گیا۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

انسانیت میں پیدا شدہ انحرافات پر نبوی تنبیہات!

20؍ستمبر 2025ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا:

’’حضور اکرم ﷺ انسانی معاشرے کی کامیابی کے بنیادی اُمور کو صحیح خطوط پر قائم کرنے کے لیے دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ بلکہ تمام انبیا علیہم السلام انسانیت کے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں اور رہنمائی کا سب سے پہلا دائرہ یہ ہے کہ انسانی معاشرے میں جو انحرافات ہو چکے ہیں، یعنی سیدھے راستے میں کجی کی جو باتیں پیدا ہو چکی ہیں، اُن پر تنبیہ و اِنذار کرتے ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان تنبیہات کو ’’علم الإنذار و الفتن‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے سے انسانیت کو اُن غلط کاموں کے بھیانک نتائج سے خبردار کیا جاتا ہے جو کام اُن کے لیے دنیا میں تباہی یا آخرت میں نقصان کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

علم الانذار سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو اور سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا گیا۔ آپؐ نے اس علم کو کمال تک پہنچایا ہے۔ گزشتہ انبیاؑ اپنی اپنی اقوام کو انذار یعنی خبردار کرتے رہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کل انسانیت کو انحرافات یا دجل سے باخبر کیا ہے کہ وہ دجل اور خرابی کیا ہے؟ اور ہر پہلو کے حوالے سے انذار فرمایا کہ عبادات میں دجل کیا ہے؟ زمان و مکان میں دجل کیا ہے؟ معاملات میں دھوکہ کیا ہے؟ سیاسیات و معاشیات میں فریب کاریاں کیا ہیں؟ گھریلو نظاموں اور انسانی سماج میں کہاں اور کس جگہ پر فتنے کن شکلوں میں پیدا ہوتے ہیں؟ وغیرہ۔

عرب قوم قریش بنی اسماعیل میں حضرت اسماعیل اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی اور منذر نہیں آیا۔ شروع زمانے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جدوجہد اور کوشش اور حضرت ابراہیم کی کاوشوں اور دعاؤں کے نتیجے میں قریش صحیح اور درست خطوط پر رہے، لیکن آپ ﷺ کی آمد سے تقریباً تین چار سو سال پہلے عمرو بن لحیٔ کے زمانے سے زمان و مکان میں انحرافات کیے گئے۔ اللہ کے گھر کو بیت الطاغوت بنا دیا گیا اور اس میں پتھر کے تین سو ساٹھ بت رکھ کر اللہ تعالیٰ کا گھر خراب کر دیا۔ اس لیے سورت یٰسین میں رسول اللہ ﷺ کو کہا جا رہا ہے کہ: آپ پر قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ یہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایسی قوم ہے جن کے آباؤ اجداد کو نہیں ڈرایا گیا، آپ انھیں ڈرائیے، انذار کیجیے۔ ان کے انحرافات اور خرابیاں درست کیجیے۔ تو آپ ﷺ نے زمانہ درست کیا، سال میں بارہ مہینوں کی صحیح ترتیب متعین کر دی، جو آج تک صحیح خطوط پر قائم ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کو پاک صاف کر دیا۔ مدینہ منورہ میں اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا نظام وضع کر دیا۔ مسلمانوں کو انسانیت کے اس مرکز کے ساتھ جوڑ دیا اور تمام انسانی عبادات و معاملات کو اس مرکز کے تابع بنا دیا‘‘۔

’’الانذار‘‘ کا تقاضا: ظاہری اچھی بات کے پیچھے چھپے مقاصد سمجھنا

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’نبی اکرم ﷺ نے معاملات کو ’’علم الانذار و الفتن‘‘ کی بنیاد پر پرکھنے کا ایک معیار بتلا دیا کہ جو معاملہ، جو سیاسی فیصلہ، جو معاشی معاملہ، جو معاشرتی اور سماجی پہلو وجود میں آئے، اس کی تحقیق و تجزیہ کیا جانا ضروری ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بات بہ ظاہر بڑی خوب صورت اور خوش کن ہوتی ہے، لیکن اس کے مقاصد و اہداف غلط ہوتے ہیں۔ بہ قول حضرت علیؓ: ’’بات حق ہوتی ہے، لیکن اس کے مقاصد باطل ہوتے ہیں‘‘ (صحیح مسلم: 2468) باطل کی کوئی بھی شکل انسانیت کے لیے قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ بات بڑی خوب صورت اور بہت عمدہ ہے لیکن وہ انسانی سوسائٹی میں مفاسد پیدا کر کے فساد کی باعث ہے، لوگوں کو غلط راستے پر لے جا رہی ہے، اس کا شعور پیدا کرنا ہی انذار ہے۔ یہ وہ حکمتِ ربانی، عقل و شعور، خیرِ کثیر اور دینی تفقہ ہے، جو حضرت علیؓ کے بہ قول: ’’ایسی سمجھ بوجھ جو ایک مسلمان کو عطا کی گئی ہے‘‘ (صحیح بخاری: 111)۔ مکہ کے لوگوں کو بڑی خوب صورت بات بتلا کر ورغلایا ہوا تھا کہ ہم جو اِن بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ اس لیے نہیں کہ یہ بے جان پتھر کے بت ’خدا‘ ہیں، بلکہ ہم اس لیے ان کی پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے سامنے ہماری سفارش کر کے ہمیں قربِ الٰہی حاصل کرنے کا موقع دیں۔ (سورت الزمر)

دنیا میں جو طاقت ور اور آمر قوتیں ہوتی ہیں انھوں نے اپنے ماتحت انسان نما شیطان چیلے رکھے ہوئے ہوتے ہیں، ان کو صوبوں یا ملکوں کی صورت میں علاقے الاٹ کیے ہوئے ہوتے ہیں کہ آئندہ سے تم اس کے والی وارث ہو۔ مشرکینِ مکہ کے ذہن میں ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں یہ فریب اور دھوکہ تھا کہ -نعوذ باللہ- اللہ تعالیٰ بھی ان آمروں کی طرح ایک آمر اور بادشاہ اور شہنشاہ مطلق ہے۔ اس نے مکہ کے علاقے اور قبیلے برادریاں، فلاں فلاں بت کے حوالے کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی اور بتایا کہ وہ ہر انسان کی شہ رگ کے قریب ہے۔ کوئی انسان یا کوئی بت اس کی خدائی اور حکمرانی میں شریک نہیں۔ اس دور میں دو بڑی طاقتوں قیصر و کسریٰ کی پراکسیز مکہ کے اندر تھیں۔ ہر ایک ان کے ساتھ رابطے میں رہتے تھے۔ ان کی لڑائی میں جو غالب آ جاتا تو یہاں بھی اس کی پراکسی اقتدار میں آ جاتی۔ اور جب دوسرا غالب آتا تو ان کی پراکسی یہاں غالب آتی۔ یا وہی حکومت گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر اپنا رخ دوسری طرف کر لیتی۔ بہ ظاہر کسی قوم کی قومی حکومت کا ہونا بہت اچھی اور خوب صورت بات ہے۔ ابوجہل اسی قوم کا آدمی تھا، قریشی تھا، اس کے بارہ وزیر بھی اسی قوم سے تھے، لیکن وہ کسی اَور کی پراکسی تھے۔ بتوں کو نمائندہ بنا کر لوٹ مار کا طریقہ بنایا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے علم الانذار کی بنیاد پر اس دجل و فریب کو واضح کیا کہ بہ ظاہر تو یہ تمھاری حکومت ہے لیکن اس کے ڈانڈے کہیں اور مل رہے ہیں۔ یہ اصل ابراہیمی اسماعیلی تحریک سے انحراف کر چکے ہیں۔ اصل خدا جس کے ساتھ تعلق ہونا چاہیے تھا اس کے بجائے انھوں نے اپنے مفادات کے لیے اپنے ہی خدا تراش لیے ہیں‘‘۔

www.rahimia.org

نظام کے دجل کے خلاف
حُبِّ رسول ﷺ کا چراغ ہمہ وقت روشن رہنا چاہیے

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’حضور اقدس ﷺ کی اتباع یہ ہے کہ جو سلیقہ اور طریقہ گرد و پیش کے معاملات اور واقعات کو پرکھنے کے لیے آپؐ نے انسانیت کے سامنے رکھا، آپؐ سے محبت رکھنے والے کو پورا سال اور ہر جگہ اس کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ محض ماہِ ربیع الاوّل میں ہی نہیں۔ فہم و شعور وہ صلاحیت ہے کہ جب وہ پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو چھینا نہیں جا سکتا، نہ اس میں کوئی وقفہ ہوتا ہے کہ گیارہ مہینوں میں نہ ہو اور ایک مہینے میں ہو۔ ایک ڈاکٹر پورے سال ڈاکٹر ہی رہتا ہے اور جہاں بھی جائے، وہاں بھی اس کی ڈاکٹری کی مہارت اس کے ساتھ ہی جائے گی۔ اسی طرح ایک عالم، قانون دان، ایک سائنس دان بھی پورا سال اپنے فن کی مہارت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ مہارت ہی نہیں ہوتی، جو وقتی، جزوی اور تقسیم شدہ مقامات کے اعتبار سے ہو۔ ایسے ہی گرد و پیش کے معاملات اور واقعات کو پرکھنے کے لیے حضور ﷺ کی سیرت سے رہنمائی کا فہم و شعور بھی پورے سال کے تمام مہینوں میں ہونا چاہیے۔

ایک چیز جو مکمل بُری اور غلط ہے، اس کو تو ہر انسان جانتا ہے۔ اس کا سمجھنا مشکل کام نہیں ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو ناجائز قتل کر رہا ہے تو دنیا کا کون انسان اس قتل کو جائز قرار دے گا۔ بستیاں تباہ کی جا رہی ہیں تو کون کہے گا کہ یہ بستیاں تباہ کرنا جائز ہے۔ بدامنی، قتل و غارت گری ہے، کون کہے گا کہ یہ اچھی بات ہے۔ کوئی نہیں کہتا۔ یہ دجل نہیں ہے، یہ واضح گناہ ہے۔ دجل وہاں ہوتا ہے جہاں بات بہ ظاہر قانون، صحت، اسلام، مذہب وغیرہ کا خوب صورت عنوان لیے ہوئے ہو، لیکن اس کے اصل مقاصد غلط ہوں۔ علم الانذار اور فہم شعور یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ بہ حیثیت مجموعی صحت کی پالیسی، تعلیمی پالیسی، مذہبی فتویٰ، بین الاقوامی معاہدہ کیا واقعی سوسائٹی میں اصلاح پیدا کرے گا، انسانی مصالح کو ترقی دے گا، یا بہ حیثیتِ مجموعی انسانیت کے لیے نقصان دہ ہوگا۔

عالمی سرمایہ داری نظام کا تسلط دنیا بھر کی اقوام پر قائم ہونے کی وجہ سے پچھلے تین سو سال سے دنیا میں دجل و فریب کا نظام قائم ہے۔ معاہدات بہ ظاہر خوب صورت ہوتے ہیں، لیکن ان نتیجے میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ بہ ظاہر اچھا اور عمدہ قانون بنایا جاتا ہے، لیکن بہ حیثیتِ مجموعی قانونی شکنجے کی مضبوطی سے انسانی حقوق سلب کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بہ ظاہر اسلام کے نام پر ریاست بن رہی ہوتی ہے، مذہب کا عنوان بنایا جاتا ہے، لیکن مقاصد و اہداف سامراجی ہوتے ہیں۔ خطوں کی تقسیم‘ قوم کی بنیاد پر ہو یا مذہب کی بنیاد پر، زبان کی بنیاد پر ہو یا نسل کی بنیاد پر، بہ ظاہر خوب صورت عنوانات ہیں، لیکن مقاصد و اہداف اور زمان و مکان اس طریقے سے تبدیل کیے جاتے ہیں کہ اس کے تمام معاشی اور سیاسی مفادات عالمی سامراجی قوتوں کے حق میں نکلیں۔ یہ وہ دجل و فریب ہے کہ جس کی نشان دہی پوری تین سو سال کی تاریخ کرتی ہے‘‘۔

مسئلۂ فلسطین کے دو ریاستی حل کے پیچھے
سامراجی عزائم کی کارفرمائی

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’پہلے دور میں جنگوں کی صورت میں ملکوں پر قبضہ کر کے انسانیت کا قتلِ عام کیا جاتا تھا۔ 1920ء کے بعد سے لیگ آف نیشن کے پلیٹ فارم سے اور 1945ء میں اقوامِ متحدہ کے پلیٹ فارم سے دجل و فریب کا نیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اقوام کے لیے بہ ظاہر قوموں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر قومی ریاستوں کی تشکیل کا نظام وضع کیا جا رہا تھا۔ کہنے کو بڑی خوب صورت بات ہے کہ دنیا کی ہر قوم کی ایک ریاست ہونی چاہیے، لیکن لفظ ’’قوم‘‘ میں دجل پیدا کر دیا گیا کہ ’’قوم خود ساختہ مذہبی افتراق کی بنیاد پر بنے‘‘۔

فلسطینی قوم اپنے جغرافیائی محلِ وقوع میں اپنی آبادی اور اپنی خصوصیات کی بنیاد پر ایک قوم ہے۔ جس میں چار پانچ ہزار سال سے یہودی بھی رہ رہے تھے، عیسائی بھی رہ رہے تھے اور مسلمانوں نے جب یروشلم بیت المقدس فتح کیا تو مسلمان بھی رہ رہے تھے۔ تینوں قوموں کا یہ ہزار بارہ سو سال تک مسکن رہا ہے۔ یہ قوم تھی اور باہم شیر و شکر تھے اور اسی قومیت کے عنوان سے دنیا بھر کی تمام نیشنل ریاستیں قائم کی گئیں۔ لیکن سب سے پہلے ’’اعلانِ بالفور‘‘ کے ذریعے سے برطانوی وزیرِ خارجہ نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ مذہب کی بنیاد پر ایک چھوٹی سی اقلیت یہودیت کے لیے بھی ایک وطن اور ریاست ہونی چاہیے، جسے اُس وقت لیگ آف نیشن نے ردّ کر دیا، لیکن دھونس، دھاندلی سے قوم کی تعریف مذہبی عنوان سے بنا دی گئی کہ یہودی الگ قوم ہیں اور مسلمان الگ قوم ہیں۔

اور 1948ء میں اقوامِ متحدہ کا تشکیل کردہ خود ساختہ کمیشن اپنے ہی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تجویز دیتا ہے کہ دو ریاستی حل ہونا چاہیے۔ ایک ریاست یہودیوں کی ہوگی اور وہ اسرائیل ہے اور ایک ریاست باقی تمام فلسطینیوں کی خواہ وہ یہودی ہوں، عیسائی ہوں یا مسلمان۔ عجیب تماشا ہے۔ مذہب کے نام سے ریاست کا کیا کام؟

آپ دیکھیے کہ 1948ء سے لے کر آج 2025ء تک چودہ ستمبر کو ابھی چند دن پہلے قرارداد اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظور ہوتی ہے اور دو ریاستی حل کی بات اب بھی کی جا رہی ہے۔ جب کہ اَٹھتر فی صد علاقے پر اسرائیل قبضہ کر چکا ہے، صرف بائیس فی صد علاقہ فلسطین کے پاس ہے۔ اب دو ریاستی حل کا مطلب بالکل ہی اُلٹ ہے۔ یہ فہم و شعور اور عقل کا ماتم ہے کہ دو ریاستی حل مانا جائے اور ماننے کے نتیجے میں جتنے مقبوضہ علاقے اسرائیل کے پاس ہیں، وہ تسلیم کر لیے جائیں۔ یہ دجل و فریب اسّی سال سے چل رہا ہے، حقیقتِ معاملہ کو چھپا کر خوب صورت معاہدوں، خوب صورت قرارداد، خوب صورت عنوانات سے مسلمان ملکوں کو دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ فہم و شعور سلب ہو چکا ہے۔ آج مسلمان اس مقام پر آ گئے جیسا کہ ریاستِ مکہ کے لوگ غفلت کی حالت میں تھے۔ معاملے کو نہیں سمجھتے۔ یہ منہ اوپر اٹھا کر صرف امریکا اور اسرائیل کی طرف دیکھتے ہیں۔ آج انھیں انذار اور فہم و شعور کی ضرورت ہے‘‘۔

www.rahimia.org

رپورٹ: حافظ محمد شفیق، لاہور

اِدارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ)
پچیس سالہ خدمات کا مختصر جائزہ

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ وہ عبقری شخصیت ہیں کہ جنھوں نے پاکستانی نوجوانوں میں جامع دینی تصور، سیاسی و معاشی شعور اور عصری تقاضوں کا فہم و ادراک پیدا کر کے ان میں قومی وژن اور دینی سوچ پیدا کی۔ آپؒ ہی وہ اولوالعزم شخصیت ہیں کہ جنھوں نے دین کے غلبے کی سوچ، سیرت نبوی ﷺ کے اجتماعی و انقلابی اور سماجی رہنمائی کے تصور کو واضح کیا۔ آپؒ نے نوجوانوں میں فرقہ پرستی اور تشدد کے نظریے کی نفی کر کے ان میں نظامِ ظلم کے خلاف شعور پیدا کیا اور ان میں دورِ حاضر میں سامراجی چالوں اور حکمتِ عملی کو سمجھنے اور حالات کے تجزیہ کی صلاحیت و استعداد پیدا کی۔

آپؒ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے سلسلے کے بزرگوں کے مشن و نظریے کے سچے وارث اور جانشین تھے۔ آپؒ نے ان اکابرین کے نظریہ و فکر اور ان کی جدوجہدِ آزادی کی تحریکات کا نئی نسل کو تعارف کروایا اور عصرِ حاضر میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کی ناگزیریت کو واضح کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے نوجوانوں میں منظّم اجتماعیت، نظم و ضبط اور تنظیم سازی کی اہمیت کی سوچ کو پروان چڑھایا۔

آپؒ کے بہت سے کارناموں میں ایک اہم اور بنیادی کارنامہ یہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کے لیے پاکستان کے مرکزی شہر لاہور میں ستمبر 2001ء کو ''ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور'' کے نام سے ایک مرکز اور ادارہ قائم کیا۔ آج اس ادارے کو قائم ہوئے پچیسواں سال شروع ہے۔ الحمدللہ ادارہ رحیمیہ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی نگرانی و سرپرستی میں اپنے مقاصد کے حصول میں کام کرتا رہا ہے۔ پھر آپؒ کے وصال 26/ستمبر 2012ء کے بعد آپؒ کی توجہات و فیوضات اور موجودہ جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ کی نگرانی و انتظامی و فکری صلاحیتوں اور حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے خلفا و سینئرز کے طفیل دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارے کو مزید ترقی نصیب فرمائے اور حاسدین کے حسد اور فتنہ پروروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ ذیل میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کی کارکردگی اور اس کی خدمات و ارتقا کا خاکہ نکات کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کی توسیع
و ریجنل کیمپسز و مراکز کا قیام

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اپنے اصل اہداف و مقاصد کے حصول اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ستمبر 2001ء میں ادارہ رحیمیہ لاہور کے مین کیمپس کا افتتاح کیا۔ آپ کی توجہات اور فیوض و برکات سے ستمبر 2012ء تک ادارے کے توسیعی پروگرام ملک بھر کے شہروں میں جاری رہے۔ آپؒ کے وصال کے بعد موجودہ حضرت شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ کی محنت و کاوش سے ادارہ کو مسلسل ترقی و توسیع ملی۔ ادارہ کے مین مرکز کی توسیع اور ریجنل مراکز کا قیام اس طرح ہوا:

1۔ ستمبر 2001ء میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے مین کیمپس کا افتتاح و قیام۔
2۔ 2004ء اور 2005ء میں مین کیمپس ''العزیز بلاک'' کی تعمیرات و توسیع۔
3۔ 2008ء میں مین کیمپس میں دیگر شعبہ جات کے لیے تعمیر و توسیع۔
4۔ 2010ء میں ملتان، کراچی اور سکھر میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے دستِ مبارک سے ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز کا قیام۔
5۔ 2011ء میں حضرت رائے پوری رابعؒ کے بدست راولپنڈی کیمپس کا افتتاح
6۔ 2012ء میں پشاور میں ادارے کے مرکز و دفتر کا قیام۔
7۔ 2014ء میں ریجنل کیمپس کراچی کی جگہ کی منتقلی اور توسیع۔
8۔ 2017ء تا 2019ء مین لاہور مرکز میں ''السعید بلاک'' کی تعمیرات و توسیع۔
9۔ 2020ء میں مرکز لاہور میں ''القادر بلاک'' کی توسیع۔
10۔ 2022ء میں ''پشاور کیمپس'' کی نئی جگہ پر تعمیرات و توسیع۔
11۔ 2023ء میں ''کوئٹہ کیمپس'' کا قیام۔
12۔ 2024ء میں ''ملتان کیمپس'' کی نئی جگہ پر تعمیرات و توسیع۔
13۔ 2025ء میں ''کراچی کیمپس'' کی نئی تعمیرات و توسیع کا آغاز و اِفتتاح۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کی اہم تعلیمی و تربیتی سرگرمیاں

1۔ 2001ء میں ایک سالہ ترجمہ قرآن و تخصص کی کلاس کا انعقاد۔
2۔ 2002ء میں دورۂ حدیث کی کلاس کا آغاز جو کہ تسلسل سے جاری ہے اور اکتوبر 2002ء میں ختم بخاری شریف کے عمومی پروگرام کا انعقاد۔
3۔ 2003ء سے ادارہ رحیمیہ میں دورہ تفسیر قرآن حکیم کا آغاز جو کہ سالانہ بنیادوں پر تسلسل سے جاری ہے۔ (یاد رہے کہ دورہ تفسیر قرآنِ حکیم کا آغاز حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے 1983ء میں جامعہ ملیہ ساہیوال سے شروع کیا تھا، جو کہ ادارہ کے قیام سے قبل مختلف شہروں؛ گوجرانوالا، ہارون آباد میں منعقد ہوتا رہا۔)
4۔ 2004ء سے 2006ء تک ملک بھر کے اہم اور بڑے شہروں میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کے تعارُف کے حوالے سے ''شاہ ولی اللہ سیمینارز'' کا انعقاد۔
5۔ 2007ء میں ڈیڑھ سو سالہ جدوجہدِ آزادی 1857ء سیمینارز کا انعقاد۔
8۔ مشائخِ رائے پور کے معمولات کے مطابق ادارہ میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین و متعلقین کی تربیت و تزکیے کے لیے سالانہ ''قیامِ رمضان المبارک''۔
9۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مندرجہ ذیل اہم تصانیف کا حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ کی طرف سے گریجویٹ نوجوانوں اور علما کے لیے دروس کا اہتمام: لمحات، سطعات، ہمعات: رمضان المبارک میں دروس دیے۔

www.rahimia.org

إزالة الخفا عن خلافة الخلفاء: دورہ تفسیر ورمضان المبارک میں دروس دیے۔

الفوز الکبیر: دورہ تفسیر سال 2021ء میں دروس ارشادفرمائے۔

فتح الرحمان بترجمة القرآن: دورہ تفسیر میں درس دیا۔

حُجّة اللّٰه البالغه: نومبر 2017ء تا دسمبر 2022ء ہفتہ وارکلاس کا انعقاد اور تکمیل

البدور البازغه: جنوری 2023ء تا اگست 2025ء ہفتہ وارکلاس کا انعقاد اور تکمیل

فیوض الحرمین: اگست 2025ء سے ہفتہ وارکلاس جاری ہے۔

10۔ خطبات تربیت: حضرت مفتی عبد الخالق آزاد رائے پوری مدظلہ نے رمضان المبارک 2020ء میں آن لائن 30 خطبات ارشادفرمائے۔

11۔ خطبات ''تذکارانبیا علیہم السلام'': رمضان المبارک 2021ء میں انبیائے علیہم السلام کی سیرت وکردار ومقاصدِ نبوت پر خطبات ارشادفرمائے۔

12۔ درسِ قرآن حکیم: جنوری 2020ء تا دسمبر 2021ء میں حضرت اقدس آزاد رائے پوری مدظلہ نے روزانہ ایک رکوع پر درس قرآن ارشادفرمایا۔

13۔ درسِ بخاری شریف اورصحاح ستہ: 2003ء سے ہرسال دورۂ حدیث کے طلبا کی کلاس کے لیے احادیثِ نبویہ کی کتب کا درس ہو رہا ہے اور اختتام پر ''تکمیل صحیح بخاری شریف'' کی تقریبات کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔

14۔ خطباتِ جمعۃ المبارک: 2001ء سے اب تک جمعۃ المبارک کے موقع پر خطبات کا سلسلہ جاری ہے۔ 2012ء تک حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خطابات ہوتے رہے اور اب حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ خطبات فرمارہے ہیں اور گزشتہ کئی سالوں سے آن لائن نشر ہو رہے ہیں۔

15۔ روزانہ، سہ روزہ ہفت روزہ اور ماہانہ علوم قرآنیہ کورسز کی کلاسز کا انعقاد۔

16۔ سہ ماہی، ششماہی سیمینارز برائے طلبا واساتذہ کا انعقاد۔

17۔ تمام تربیتی، تعلیمی ودعوتی سرگرمیوں کے انعقاد وانتظام کے حوالے سے محاضرین اورذمہ داران کے انتظامی اجلاسات کا انعقاد۔

18۔ اِمام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شائع کردہ اہم عربی کتب کی تقریباتِ رونمائی کا انعقاد۔

19۔ ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز میں بھی روزانہ، سہ ماہی ہفت روزہ، ماہانہ دروسِ قرآن، حجۃ اللہ البالغہ کا درس اور دیگر تربیتی وتعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔

20۔ ''رحیمیہ مطبوعات'' لاہور کے تحت اُردو کتب اور ''المطبوعات الرحیمیه'' کے تحت عربی کتب کی اشاعت۔

21۔ مین مرکز اور تمام کیمپسز میں رحیمیہ بک شاپ کا قیام۔

22۔ رحیمیہ ویب سائٹ، یوٹیوب، فیس بک ودیگر سوشل میڈیا سائٹس پر اکاونٹس

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کا شعبہ مطبوعات ونشرواشاعت

1۔ جنوری 2009ء میں ماہنامہ ''رحیمیہ'' لاہور کا اجرا اور تسلسل۔

2۔ جولائی 2009ء میں سہ ماہی مجلّہ ''شعور وآگہی'' لاہور کا اجرا

3۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی درجِ ذیل کتب کی تحقیق وتخریج کے ساتھ اشاعت:

۱: ''المقدِّمة فی قوانین التّرجمة'' (فارسی) مع اُردو ترجمہ

۲: ''مقدِّمة فتح الرّحمٰن بترجمة القرآن'' (فارسی) مع اُردو ترجمہ

۳: ''تاویل الأحادیث'' مع شرحه ''التّعلیق الأثیث'' (عربی)

۴: ''اللّمحات'' مع شرحه ''النّفحات'' (عربی)

۵: ''الخیر الکثیر'' مع شرحه ''الفیض الکبیر'' (عربی)

۶: ''تقریر الخیر الکثیر'' مع ''التّحریر لتقریر الخیر الکثیر'' (عربی)

۷: ''البدور البازغة'' مع شرحه ''النّجوم السّاطعة'' (عربی، دوجلد)

۸: ''فُیوضُ الحَرَمَین'' مع ''کُنُوز البلَدَین الکریمَین'' (عربی)

۹: ''القَول الجمیل فی بَیَان سَواء السّبیل'' مع شرحه ''العَون الجلیل فی شرح القَول الجمیل'' (عربی)

۱۰: ''القَول الجمیل فی بَیَان سَواء السّبیل'' (اُردو ترجمہ)

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی درجِ ذیل کتابیں:

۱۱: ''المَوقِف فی الحدیث النبوی'' مع شرحه ''الموثق البثیث علی الموقف فی الحدیث'' (عربی، دوجلد)

۱۲: ''المَوقِف فی الفقه الإسلامی'' (عربی)

۱۳: ''مقام محمود'' مع شرحه ''إسناد مشهود علیٰ مقام محمود'' (عربی)

۱۴: قرآنی شعور واِنقلاب، ۱۵۔ شعور وآگہی، ۱۶۔ خطبات ومقالات، ۱۷۔ برصغیر میں تجدیدِ دین کی تاریخ، ۱۸۔ سرگزشت حیات مولانا عبیداللہ سندھیؒ۔

اسی طرح دیگر محقق علمائے کرام کی کتب کی تحقیق کے ساتھ اشاعت:

۱۹: سیرتِ رسول کریم ﷺ (مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)، ۲۰۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (مولانا عبداللہ بھکرؒ)، ۲۱۔ سماجی انصاف اور اجتماعیت (مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ)، ۲۲۔ روئیدادِ برصغیر (شمس القمر قاسمیؒ)، ۲۳۔ خاتم النّبیّین ﷺ کی جامعیت، قادیانت کا تجزیہ (مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ)

اسی طرح حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ کی کتب:

۲۴۔ سوانح شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، ۲۵۔ خطباتِ ملتان، ۲۶۔ مقالاتِ معیشت، ۲۷۔ طریقۂ تربیت اور معمولات مشائخ رائے پور، ۲۸۔ احکام ومسائل رمضان المبارک، ۲۹۔ احکام ومسائل قربانی وعیدالاضحیٰ۔

ماہنامہ رحیمیہ لاہور اکتوبر 2025ء 11

www.rahimia.org

بقیہ: افکار امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ”یہ خواب میں نے (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے، کاش رات (کو تہجد) میں نماز پڑھا کرتا“۔ (راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات میں بہت کم سوتے تھے“۔ (صحیح بخاری، کتاب التّہجُّد، حدیث: 1122) (حجۃ اللہ البالغہ، ابواب الاحسان، باب: 4، المقامات والاحوال)

بقیہ: اسلامی دور کی ناقابلِ فراموش شخصیات مراد نے کرمانیہ کو اپنی سلطنت کا حصہ نہیں بنایا، بلکہ سلطنتِ عثمانیہ کا مطیع و باج گزار بنایا۔ یہی معاملہ اس نے دوسری ریاستوں کے ساتھ بھی کیا۔ اس طرح ایشیائے کوچک پر سلطنتِ عثمانیہ کا وہی اقتدار پھر سے قائم ہوگیا، جو جنگِ انگورہ سے پہلے تھا۔ ایشیائے کوچک میں امن و امان قائم کرنے کے بعد مراد 1424ء میں یورپ گیا۔ قسطنطنیہ کا دوبارہ محاصرہ تو نہیں کیا، تاہم شاہِ قسطنطنیہ نے خراج دینے پر صلح کا معاہدہ کرلیا۔ اس طرح بازنطینی سلطنت کا خاتمہ کچھ وقت کے لیے ملتوی ہوگیا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ تقریبات خطبہ وداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”آج کے بعد سے زمانہ ترتیب میں آ گیا ہے“۔ آج ہجری کیلنڈر ۱۴۴۷ھ ہے اور وقتِ ہجرت آپؐ کی عمر مبارک 53 برس تھی، یوں 1500 برس مکمل ہو چکے ہیں۔ آپؐ بعثت سے قبل غارِ حرا میں تحنُّث یعنی عبادت فرماتے تھے۔ ربیع الاول کے مہینے میں آپ ﷺ کو سچے خواب آنا شروع ہوئے اور رمضان المبارک میں وحیٔ الٰہی کا آغاز ہوا۔ خلافتِ راشدہ کو سیرتِ نبوی ﷺ سے کاٹ کر بیان کرنا درست نہیں۔ آپ ﷺ نے صراطِ مستقیم کے اعتبار سے خانہ کعبہ کو مرکز بنایا، یعنی تمام عبادات کا مرکز۔ اس کے بعد نماز، صوم اور حج کے اوقات مقرر کر دیے۔ پھر سیاست (یعنی حکمت) کی بنیاد رکھی، اور جسے دین کی فقاہت عطا ہوئی، اس کے لیے ”الخیر الکثیر“ راہنما ہے۔ علومِ نبوت کی جو تشریح حضرت شاہ ولی اللہؒ کی کتابوں میں جھلکتی ہے، اس کی اساس ’حکمتِ ربانیہ ہے۔ اسی بنیاد پر ”الخیر الکثیر“ تصنیف کی گئی۔ جس طرح حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کا مدرسہ تھا، جہاں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنا فکر و فلسفہ جاری فرمایا، اسی طرز پر دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ اور آج کے دور میں ادارہ رحیمیہ اسی فکر کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو عشقِ نبوی ﷺ کے راستے سے علومِ حکمت سکھائے جائیں“۔

اس بابرکت موقع پر کراچی میں بھی ادارہ کے گراؤنڈ فلور کی تعمیر کا افتتاح ہوا ہے، جس کا شرکا نے یہاں مشاہدہ کیا۔ تقریب کے آخر میں کتاب ”تقریر الخیر الکثیر“ کی رونمائی کی گئی۔ اس موقع پر ملک کے مختلف حصوں سے آئے علما، دانشوروں اور طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرامز کی تکمیل پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے کلماتِ بیعت ارشاد فرمائے اور دعا کے ساتھ پُروقار تقریبات کو اختتام تک پہنچایا۔

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال پراویڈنٹ فنڈ ادارے کے اکاؤنٹ میں ہوتا ہے اور نوکری چھوڑنے پر ملتا ہے۔ اس فنڈ میں سے قرض لیا جا سکتا ہے اور کچھ حالات میں پرمنٹ بھی لیے جا سکتے ہیں۔ کیا پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب جس مال پر انسان کو مکمل قبضہ اور تصرف حاصل نہ ہو، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، بلکہ اس پر مکمل قبضہ کے بعد اسے مکمل ملکیت میں شمار کیا جائے گا اور اس پر زکوٰۃ کا حکم لاگو ہوگا، چوں کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر مکمل قبضہ اور تصرف نہیں ہوتا، اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ پراویڈنٹ فنڈ کی وصولی کے بعد اگر وہ شخص پہلے سے صاحبِ نصاب تھا تو ملنے والی رقم کو بھی پہلے سے موجود رقم میں شامل کرلیا جائے گا اور جب پہلے سے موجود رقم کا سال مکمل ہوگا تو اس کا بھی سال مکمل شمار کیا جائے گا اور پھر اس مجموعی رقم سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اور اگر پہلے سے وہ شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اور پراویڈنٹ فنڈ میں ملنے والی رقم نصاب کو پہنچتی ہو تو رقم ملنے کے بعد اس پر جب سال مکمل ہوگا تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال میرے والد صاحب کا 2018ء میں انتقال ہو گیا تھا، ہم چار بھائی دو بہنیں ہیں والد صاحب کی حیات میں دونوں بہنوں کی شادی ہوگئی تھی۔ ہماری والدہ حیات ہیں۔ اس وقت ہم نے وراثت تقسیم نہیں کی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد بڑے بھائی نے والد صاحب کا کام سنبھالا اور ہم تین بھائیوں نے اپنی تعلیم جاری رکھی۔ اب ہم وراثت تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟ اس کا کیا طریقہ کار کیا ہوگا؟ وراثت کس حساب سے تقسیم ہوگی؟ 2018ء یا اب 2025ء میں جو مال اور قرض ہے، اس حساب سے؟

جواب مرحوم کے انتقال کے بعد جو ورثا اس وقت موجود تھے، وہ اپنے اپنے حصے کے بہ قدر ترکہ میں شریک تھے۔ 2018ء تا 2025ء جتنا اس میں اضافہ ہوا، یا ویلیو بڑھی، یا ویلیو کم ہوئی، یا اس ترکہ کے کاروباری مقاصد کے لیے قرضے لیے، اس میں تمام ورثا اپنے اپنے حصے کے بہ قدر شریک ہیں۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مرحوم کے حقوقِ متقدمہ (تجہیز و تکفین کا خرچہ، مرحوم پر کوئی قرض تھا تو اس کی ادائیگی اور اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی تھی تو بقیہ ترکہ کے ایک تہائی میں اسے نافذ کرنے کے بعد) باقی منقولہ و غیر منقولہ ترکہ، از رُوئے شریعت 80 حصوں میں تقسیم ہوگا، جن میں سے میت کے چار بیٹوں میں سے ہر ایک کے 14، 14 حصے، دو بہنوں میں سے ہر ایک کے 7، 7 حصے اور بیوہ کے 10 حصے ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ”رحیمیہ“ رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنز روڈ لاہور سے جاری کیا۔